عفت سحر طاہر

بن مانگی دُعا

وہ کئی دنوں سے تاک میں تھی۔ اس کا موبائل واحد امید تھا جو اس کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ معیز کو مدد کے لیے پکار سکتی اور جب سلطانہ نے معیز کا نمبر مراد صدیقی کو دینے کے لیے موبائل نکالا تو واش روم سے واپس آتی ' ابیہا نے کن انکھیوں سے اسے موبائل واپس دروازے سے لٹکتے تھیلے میں گھیڑتے دیکھ لیا اور آج جب اسے موقع مل ہی گیا کہ وہ جلدی سے معیز کا نمبر ملا کر اسے مدد کے لیے پکار لیتی تو حلق میں آنسوؤں کا پھندا لگ گیا۔

جانے کہاں سے آکے سلطانہ نے چیل کی طرح جھپٹا مار کے اس سے موبائل چھین لیا ' بلکہ اس کے ساتھ ہی ابیہا کی بھی شامت آگئی۔ منہ سے گندی مغلظات بکتے ہوئے اس نے ابیہا کو مردانہ وار مارنا شروع کیا تھا اور وہ ٹھٹھرتے حواس لیے بے بسی سے پٹتی اپنا بچاؤ کرنے کی ناکام کوشش کرتی رہی۔

* * *

وہ ادھر اُدھر دیکھتا ' بہت محتاط انداز میں فون بوتھ کی طرف بڑھا تو دل دھک دھک کر رہا تھا۔ جیب سے معیز کے موبائل نمبر والی پرچی نکال کر اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ نمبر ملانا شروع کیا اور اسے حیرت نہیں ہوئی ' جب اگلی ہی بیل پہ کال اٹینڈ کرلی گئی۔

Downloaded from paksociety.com

"ہیلو۔" مراد صدیقی کھنکھارا۔

تیئسویں قسط

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

”کون۔۔۔ **معیز احمد**۔۔۔؟“

”جی۔۔۔ آپ کون بول رہے ہیں؟“ وہ الجھن آمیز لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

”تعارف کو چھوڑو اور میرے سوال کا جواب دو۔۔۔ اپنی بیوی کے بدلے میں تم کتنی رقم دے سکتے ہو؟“ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ دبے ہوئے مگر سختی سے پُر لہجے میں بولا تو **معیز** کا دل اچھل کر حلق میں آن اٹکا۔

”**ایہا**۔۔۔ تمہارے پاس ہے؟“ وہ بے یقینی سے پوچھنے لگا۔ پھر تیز لہجے میں بولا۔

”کون ہو تم۔۔۔ کیوں مان لوں میں کہ **ایہا** تمہارے پاس ہے؟“

”ماننا تو تمہیں پڑے گا منے۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ زیادہ ٹائم نہیں دوں گا میں۔۔۔ اتنے غریب تو نہیں ہو کہ تمہیں رقم کا ”بندوبست“ کرنے کی ضرورت پڑے۔“ وہ غرّایا تھا۔

”دیکھو۔۔۔ تم جو کوئی بھی ہو۔۔۔ پہلے **ایہا** سے میری بات کرواؤ۔ بس ایک بار مجھے اس کی آواز سنوا دو۔“ **معیز** نے چلّا کر کہا۔ اسے خوف لاحق ہوا، کہیں وہ کال کاٹ نہ دے۔

”وہ بھی کرواؤں گا، مگر تم کل شام تک پچاس لاکھ میری بتائی ہوئی جگہ پر پہنچاؤ گے۔“

مراد صدیقی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی، شکار کی تڑپ ”زندگی“ سے اس کی محبت کا پتا دے رہی تھی۔

”اوکے۔۔۔ ڈن۔۔۔ لیکن اُسے ایک خراش بھی نہیں آنی چاہیے۔ میں تمہیں جہاں کہو گے، وہاں رقم پہنچا دوں گا۔“ **معیز** نے تیزی سے کہا۔

”اور پولیس کو اس معاملے میں ملوث کرنے کا مطلب تو تم اچھی طرح سمجھتے ہو گے؟“ اس کے لہجے میں مخفی دھمکی کو **معیز** نے اچھی طرح سمجھا تھا۔

”تم بے فکر رہو۔۔۔ لیکن تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔“ **معیز** کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے اغوا کار اپنا غصہ **ایہا** پر نکالتے۔

”ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ تم بے فکر رہو۔“

”کس جگہ رقم پہنچانی ہے؟“ **معیز** نے پوچھا۔ **ایہا** کے ملنے کی امید بندھی تو وہ ایک لمحے کو بھی نہیں سوچنا چاہتا تھا کہ رقم دینی چاہیے یا نہیں۔

”وہ میں تمہیں کل بتاؤں گا۔“

”مگر اس سے پہلے تم ایک بار **ایہا** سے میری بات کرواؤ گے۔“ **معیز** نے اسے یاد دلایا۔

”ہاں۔۔۔ مگر پچاس لاکھ سے ایک پائی بھی کم نہ ہو اور پولیس کو بھنک بھی پڑی تو۔۔۔ ساری عمر بیوی کی شکل کو ترسو گے۔“

وہ سفاکی سے بولا اور اگلی بات سنے بغیر ریسیور کریڈل پر ڈال کر تیزی سے فون بوتھ سے نکلا اور اِدھر اُدھر دیکھتا جلدی سے گلی میں گھس گیا۔

✡ ✡ ✡

”بڑی بے غیرت ہے۔ ذرا ترس نہیں آتا تجھے اپنے باپ پر۔۔۔ اس کی غریبی پر۔۔۔“ اسے مارتے مارتے تھک کر سلطانہ چیخی تھی۔

وہ لمبے سانس لیتی بے دم سی پڑی رہی۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ **معیز** کی پکار ابھی اس کی سماعت میں تازہ تھی۔ تو کیا وہ پیاری آواز اب وہ کبھی سن نہ پائے گی۔

READING Section
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"نہ تیری ماں نے اسے سکھ دیا اور نہ ہی تو دے گی۔ ٹیکسی چلا کے گزارہ کر رہا ہے بے چارہ۔۔۔" ان دونوں کی بے چارگی کی کوئی حد نہ تھی۔

"اب فاقوں پہ آئے گا تو تجھے ہی بیچے گا نا۔۔۔"

سلطانہ نے سارا الزام اس کے سر تھوپا۔ تب **ایبہا** نے نفرت سے اس بدرنگی عورت کو دیکھا اور زہرخند لہجے میں بولی۔

"تو تجھے کیوں نہیں بیچتا۔" اسے جواب میں گالیوں اور مار کی امید تھی، مگر سلطانہ نے دفعتاً" اونچا سا قہقہہ لگایا۔ پھر محظوظ ہوتے ہوئے بولی۔

"یہاں چمڑی کا دام چلتا ہے، سمجھی۔۔۔" **ایبہا** کو بے اختیار حنا یاد آئی تو اس نے جھرجھری سی لی۔

"چپ چاپ اس گھر میں پڑی رہ۔ ورنہ میں اپنی کرنی پہ آئی تو مراد صدیقی بھی تجھے نہیں بچا پائے گا۔ ایسی جگہ سے تیرے دام کھرے کروں گی۔"

سلطانہ نے اسے دھمکایا تو لب و لہجے میں کچھ کر گزرنے کی سنگینی تھی۔

"شکر کر، تیرے گھر والے سے ہی تیرا سودا کر رہا ہے وہ۔۔۔"

واقعی۔۔۔ اس پر سجدہ شکر واجب تھا۔ ورنہ وہ اسے اِدھر اُدھر کر دیتے تو وہ کیا کر لیتی۔

مراد صدیقی گھر لوٹا تو اس کی چال ڈھال میں سرمستی سی تھی، مگر نیل پڑے چہرے کے ساتھ گم صم بیٹھی ساکت و جامد **ایبہا** کو دیکھ کر اس کی ساری مستی ہرن ہو گئی۔

لمحہ بھر ششدر رہنے کے بعد وہ دانت پیستا باورچی خانے کی طرف بڑھا جہاں سلطانہ کے گنگناتے ہوئے برتن دھونے کی آواز آ رہی تھی۔

"الو کی پٹھی۔۔۔ بدذات، کمینی عورت۔۔۔ تجھے منع کیا تھا میں نے۔۔۔ (تھپڑ) ہاتھ نہ لگائیو اب کے اسے۔ پھر مارا تو نے اسے (تھپڑ۔۔۔)

ایبہا بے تاثر سی ان کا جھگڑا سنتی رہی۔

دو تھپڑ کھانے کے بعد سلطانہ نے دبنے کے بجائے جواباً" مردانہ وار مغلظات بکنی شروع کیں تو **ایبہا** نے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔

مراد نے اسے اسٹیل کا گلاس کھینچ مارا۔ سلطانہ اب اونچی آواز میں روتے ہوئے بول بھی رہی تھی۔

"تیری ہی راہ میں روڑے اٹکا رہی تھی۔ اپنے خصم کو فون ملا رہی تھی تیری ہوتی سوتی۔۔۔ وہ پولیس لے کے آتا تو پتا چلتا تجھے۔۔۔ سلطانہ کا دم ہے جو آزاد پھر رہا ہے تو۔۔۔"

مراد دھیما پڑ گیا۔

"دیکھ سلطانہ۔۔۔ میری بیٹی ہے اس لیے تھوڑی طرف داری کرتا ہوں۔ یہ تو بلینک چیک ہے۔ اپنی مرضی کی رقم بھر کے کیش کرواتا ہے میں نے۔ اس کی دیکھ بھال تو کرنی ہی پڑے گی نا۔" وہ سلطانہ کو پچکار رہا تھا۔

ایبہا کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

اب تو اس نے سوچنا بھی چھوڑ دیا تھا کہ یہ شخص اس کا باپ ہے کہ شاید اس طرح تکلیف کا کم احساس ہو، مگر دل دکھے تو تکلیف بہت ہوا کرتی ہے۔ چاہے ذہن کتنی ہی تاویلیں دے لے۔

* * *

ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میرے خیال میں ہمیں پولیس کی مدد لے لینی چاہیے **معیز**!" عون نے سنجیدگی سے مشورہ دیا۔

"بالکل نہیں... ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہوتے ہیں یہ لوگ... فوراً" ہی کڈنیپرز کو اطلاع مل جائے گی۔ وہ لوگ **ایبہا** کو نقصان پہنچائیں گے۔" **معیز** نے فی الفور یہ تجویز رد کردی۔

"ہاں بالکل... پولیس کو بیچ میں ڈالنے سے معاملہ بگڑ جائے گا۔" ثانیہ نے بھی اس کی تائید کی تھی۔

"ہم ایف آئی آر کٹوا چکے ہیں۔ پولیس تو آل ریڈی اس معاملے میں ملوث ہے۔ اصولاً" تو پولیس کو انفارم کرنا ہی چاہیے۔" ایراز نے بھائی کو دیکھا۔ وہ بہت پریشان دکھائی دیتا تھا۔ نفی میں سر ہلا کر بولا۔

"میں **ایبہا** کے لیے ایک فیصد بھی نقصان کا رسک نہیں لے سکتا۔ ذرا سی بھی گڑبڑ ہوئی تو وہ لوگ کوئی انتہائی قدم اٹھا سکتے ہیں۔ انہوں نے سختی سے منع کیا ہے۔"

"اور ہو سکتا ہے' وہ ہماری نقل و حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔" ثانیہ نے کہا۔

"نظر ہی تو رکھے ہوئے تھے اور نہ جانے کب سے... " **معیز** کی آنکھوں میں خفیف سی سرخی اتر آئی۔

"جب ہی تو... وہ آدھی رات کو باہر نکلی اور ان لوگوں کو موقع مل گیا۔"

"رقم کا انتظام ہو گیا ہے نا؟" عون نے پوچھا۔

"رقم کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ ٹینشن ہے کہ وہ لوگ **ایبہا** کو خیریت سے لوٹا دیں۔" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

"یا اللہ... " سفینہ بیگم کے تو کلیجے پہ ہاتھ پڑا۔ وہ تیزی سے چلتی ان کی طرف آئیں اور تند لہجے میں بولیں۔

"حق حلال کی کمائی میں سے پچاس روپے بھی کوئی دھوکے سے وصولے' تو دکھ ہوتا ہے اور تمہیں پچاس لاکھ معمولی دکھائی دے رہے ہیں۔" ایراز کو ثانیہ اور عون کے سامنے ماں کے رویے پر شرمندگی محسوس ہوئی۔

"ایک زندگی کا سوال ہے ماما! ان کی جگہ میں ہوتا تب اس سے دگنی رقم بھی ہوتی دیتے۔"

ایراز نے نرمی سے ماں کو "سمجھانا" چاہا۔ مگر سوئے کو تو کوئی جگائے... اب جو جاگ رہا ہو اسے کون جگائے؟

"خدا نہ کرے... " وہ تیزی سے بولیں۔ گھور کے ایراز کو دیکھا۔

"اس کا اکاؤنٹ بھرا ہوا ہے تمہارے باپ نے... وہیں سے پیسہ چکا کے جان کیوں نہیں بچالیتی اپنی اور پھر **معیز** بیٹا... " وہ لب و لہجہ بدل کے نرمی سے **معیز** سے مخاطب ہوئیں۔

"کیا گارنٹی ہے کہ وہ پچاس لاکھ لینے کے بعد اسے زندہ واپس کریں گے؟"

"ماما پلیز... " مارے دکھ کے **معیز** کی آواز حلق میں پھنسی۔

"آنٹی! آپ تو ماں ہیں۔ دعا کریں گی تو اللہ ضرور سنے گا۔"

ثانیہ کو سفینہ کی ایک ہی "جھلک" سے اندازہ ہو گیا کہ **ایبہا** کے شب و روز کس جہنم میں گزرتے رہے ہوں گے۔

"ہوں... " انہوں نے ثانیہ کی بات پہ کوئی حوصلہ افزا جملہ کہنے کے بجائے مبہم سے انداز میں ہنکارا بھرا' پھر **معیز** کو مشورہ دینے لگیں۔

"تم سیدھے پولیس کو انفارم کرو۔ آگے پولیس جانے اور اغوا کار جانیں۔ تم اس معاملے میں مت پڑو۔ مجھے تمہاری جان عزیز ہے میرے بچے۔" ان کے لب و لہجے سے اپنی اولاد کے لیے پیار ٹپکتا تھا۔

"اور مجھے **ایبہا** کی... " **معیز** جیسے خود پر سے ضبط کھونے والا تھا۔ جتانے والے انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ سفینہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ پھر پینترا بدلتے ہوئے بولیں۔

ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"اتنے دنوں گھر سے باہر رہنے والی لڑکیوں کو یہ معاشرہ قبول نہیں کرتا معیز احمد۔"

"میں کروں گا ماما... میں کروں گا۔" وہ بے اختیار ہی خود پر سے قابو کھو کر اونچی آواز میں بولا۔ عون اور ثانیہ سفینہ بیگم کی شقی القلبی دیکھ کر ششدر رہ گئے تھے۔

"ماما پلیز... انف (بہت ہو گیا۔)" ایزاز اٹھ کر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کے لب و لہجے اور آنکھوں سے ناراضی جھلکتی تھی۔

سفینہ بیگم غصے سے بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے گئیں۔

"تجھے کیا ہے... پچاس لاکھ باپ نے اس کے اکاؤنٹ میں بھر دیا' پچاس تم لوگ لگا دو۔ چاہے یہ بھی اسی کے اکاؤنٹ میں چلا جائے۔" وہ صاف لفظوں میں ایمہا کے اغوا کو "ڈرامہ" کہہ گئی تھیں۔

ثانیہ نے گہری سانس بھری۔ بعض لوگ زندگی میں "آؤٹ آف کورس" سوالوں کی طرح آتے ہیں۔ آپ نے زندگی میں جتنا بھی تجربہ حاصل کیا ہو' وہ سارا ان کے سامنے فیل ہو جاتا ہے۔ ساری کی ساری تیاری دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔

"کل شام کو رقم پہنچانی ہے۔ جگہ وہ کل بتائے گا۔ بس تم لوگ دعا کرو کہ وہ لوگ..."

معیز بہت دیر کے بعد بولا تو شدت جذبات سے اس کی آواز گلے میں اٹک گئی۔

مگر وہ تینوں جانتے تھے کہ کیا دعا کرنی ہے۔

* * *

سلطانہ "پچاس لاکھ" پہ بہت خوش نہیں تھی۔

"اتنی بڑی آسامی ہے تیرا جمائی' پچاس لاکھ کیا مانگنے بیٹھا تھا اس سے..."

وہ پچاس لاکھ پہ پہلے خوش ہوئی تھی' مگر جب سنا کہ معیز فورا" مان گیا تو اس کی خوشی کو پچھتاوا بننے میں دیر نہیں لگی۔

مراد نے اسے گھورا۔ پیار سے گالی دی۔

"اری... کبھی لاکھ بھی اکٹھا دیکھا ہے تو نے۔ ایسے منہ بنا رہی ہے جیسے پچاس لاکھ تو تیرا باپ واسکٹ میں ڈال کے پھرا کرتا تھا۔"

"کمینے... یہ سوچ کہ جو ایک ہی ہلے میں پچاس لاکھ دینے پہ راضی ہو گیا ہے' کیا وہ ایک کروڑ نہ دیتا؟" سلطانہ کی آنکھیں چمکیں۔

"بس بس..." مراد نے ہاتھ اٹھایا۔

"ناشکری مت بن... میرا تو دل اچھل اچھل کے حلق میں آ رہا تھا۔ پیسے والا بندہ ہے۔ عزت سے بات کر رہا ہے تو میں بھی حد میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ ابھی وہ پولیس سے ریڈ ڈلوانی شروع کر دے تو تھانے میں ہم دونوں کو الٹا لٹکا کے چھترول ہو ہماری۔"

سلطانہ نے منہ بنایا۔

"تو رہیو سدا ڈرپوک... ایک ہی بار لمبا ہاتھ مارتا تو ہم دونوں کہیں باہر ملک نکل لیتے۔"

"اری بدبخت... تھوڑا مانگا تب ہی خوشی سے دے رہا ہے۔ اس کی پہنچ سے باہر مانگتا تو مجبورا" وہ پولیس کو انوالو کرتا۔ سمجھتی نہیں ہے۔ کم عقل عورت۔" وہ زچ آ گیا تھا۔

ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
READING Section

"اور فکر نہ کر۔۔۔ پچاس لاکھ میں ہم دونوں تین چار ہنی مون منا سکتے ہیں۔ دبئی اور ملائیشیا کا چکر تو لگوا ہی دوں گا اپنی رانی کو میں۔"

مراد نے شوخی سے کہا تو سلطانہ کے ہونٹوں کی لالی بھی ذو معنی انداز میں پھیلنے لگی۔

ساتھ والے کمرے میں بان کی چارپائی پہ نیم بے ہوش پڑا وجود بے بسی اور بے کسی کی مثال تھا۔

☼ ☼ ☼

معیز نے کھانا بھی برائے نام ہی کھایا۔ ایراز کے کہنے پر زارا نے سفینہ بیگم کو **ابیہا** کے متعلق کوئی بھی الٹی سیدھی بات بالخصوص **معیز** کے سامنے کرنے سے منع کر دیا تھا۔

وہ محض سفینہ بیگم کا دل رکھنے کو ساتھ بیٹھ گیا تھا' ورنہ اتنے دنوں سے تو گویا وہ بس جینے کے لیے ہی کھا رہا تھا۔

اسے کرسی گھسیٹ کر اٹھنے کو پر تولتا دیکھ کر سفینہ بیگم نے سرسری انداز میں بات شروع کی۔

"سفیر آگیا ہے پاکستان۔۔۔ اب ہمیں شادی کی تاریخ دے دینی چاہیے' تمہارا کیا خیال ہے **معیز**۔۔۔؟"

زارا کا جی چاہا پلیٹ اٹھا کے اپنے سر پہ مار لے۔ بے اختیار **معیز** کا چہرہ دیکھا۔ جہاں پہلے حیرت اور پھر اذیت پھیل گئی تھی۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں ماما۔" وہ خود کو سنبھال کر بے تاثر لہجے میں بولا۔

"لو۔۔۔ ویسے ساری دنیا کی فکریں سر پہ لیے پھرتے ہو اور تمہاری بہن کے لیے "مناسب" میں سوچوں۔" انہوں نے تیکھے انداز میں کہا۔

"تھوڑے دن انتظار کر لیں ماما! ابھی ویسے ہی ایک ایشو چل رہا ہے۔ اسے سولو (حل) ہو جانے دیں پہلے۔" ایراز نے تنبیہی نظروں سے ماں کو دیکھتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"جہنم میں جائے وہ ایشو۔ میری بیٹی کی پوری زندگی کا معاملہ ہے۔"

وہ بگڑ کر بولیں۔ **معیز** کے چہرے پر تکلیف کے آثار پیدا ہوئے' مگر وہ بنا کچھ بولے وہاں سے چلا گیا تھا۔

"وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے ماما۔" زارا زچ آگئی۔ اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

"ماں باپ نالائق نکلیں تو اولادیں یوں ہی رلتی ہیں۔" انہوں نے سر جھٹکا۔ ان کا اپنا ہی فلسفہ تھا۔

"بہرحال۔۔۔ میں اگلے ماہ کی کوئی تاریخ دے دوں گی مسز احسن کو۔ وہ تو شکر ہے تم نے سفیر سے بات کلیئر کر لی' ورنہ رباب تو خوب ہی طوفان مچاتی۔" انہوں نے زارا کو دیکھا۔

"ماما پلیز۔۔۔" وہ رونے والی ہو گئی۔

"میری وجہ سے بھائی کی زندگی پرابلم میں آئی ہے۔ جب تک **ابیہا** مل نہیں جاتی' میری شادی کا سوچیے بھی مت۔ میں بھائی سے نظر نہیں ملا پاؤں گی۔"

"شٹ اپ زارا! تم لوگوں نے تو زندگی کو مذاق اور بچوں کا کھیل بنا لیا ہے۔ اس گھر میں وہی ہو گا جو میں چاہوں گی۔ خبردار جو کسی نے مجھے فضول مشورے دینے کی کوشش کی ہو تو۔۔۔" وہ بھڑک اٹھی تھیں۔

"اپنے لفظوں پہ غور کریں ماما! اور پھر اپنے عمل پہ۔۔۔ کیا آپ بھی کسی کی زندگی کو مذاق اور کھیل نہیں سمجھ رہیں؟" ایراز نے تلخی سے کہا تھا۔

"میں نے اسے آدھی رات کو بھاگنے کو نہیں کہا تھا۔" وہ بگڑ کر بولیں۔

"مگر میں نے تو کہا تھا نا۔۔۔ وہ بھی آپ کی خاطر۔۔۔" زارا رونے لگی۔ انہیں مزید غصہ آیا۔

"ایک سے ایک ڈرامہ بھرا پڑا ہے میرے گھر میں۔ بھائی اس بھگوڑی کا طرف دار اور بہن اس سے بڑھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Pafsociety.com

کے۔ "ان کے لفظی چناؤ پر تلملا کر چمچہ پلیٹ میں پٹخ کر ایراز اٹھ کے ہی چلا گیا۔

"جاؤ جاؤ... مگر ہو گا وہی جو میں نے طے کر لیا ہے۔"

وہ پیچھے سے اونچی آواز میں بولیں۔ تو زارا کا جی چاہا' میز پہ ماتھا ٹکا کے رونا شروع کر دے۔ بڑبڑاتے ہوئے وہ اپنی پلیٹ میں سالن نکالنے لگیں۔

* * *

ہجر کی رات کاٹنے والے
کیا کرے گا اگر صبح نہ ہوئی؟

کوئی مجسم تڑپ اور بے قراری کو دیکھنا چاہتا تو اس رات **معیز احمد** کو دیکھتا اور ان دونوں کیفیات کو پا لیتا۔ فجر کی نماز کے بعد اس کا سجدہ طویل اور دعا میں جذب تھا۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی...

وہ موبائل کو فل چارج کیے اپنے پاس رکھے ہوئے تھا۔ کبھی بھی اغوا کار اس کی **ایبہا** سے بات کروا سکتے تھے۔ رقم وہ پہلے ہی نکلوا چکا تھا۔ اب تو بات اغوا کاروں کی پیشہ وارانہ ایمان داری پر ٹھہری تھی کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

* * *

"ماں باپ ہمیشہ اولاد کے لیے قربانیاں دیتے اور ان کی زندگی بناتے چلے آئے ہیں۔ کیا فرق پڑتا ہے اگر اولاد کے نصیب میں یہ اعزاز آجائے۔ اب اگر تیری وجہ سے میری زندگی میں تھوڑی بہت خوش حالی آرہی ہے تو روڑے مت اٹکانا۔"

مراد صدیقی بڑی نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔ بھاری پپوٹے اٹھا کر بمشکل **ایبہا** نے اسے دیکھا اس کے لفظوں کو سمجھنے کی کوشش کی۔

"دو منٹ بات کراؤں گا تیرے گھر والے سے تیری۔ بس اسے اپنی خیریت کی تسلی دے دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ شرافت سے روپیہ میرے حوالے کر دے۔ اور خبردار۔ اگر پولیس کو بھنک بھی پڑنے دی ہو تو۔"

ایبہا نے بے یقینی سے مراد صدیقی کو دیکھا۔

"اسے یہ مت بتانا کہ تو کس کے پاس ہے۔ بس اپنی خیریت کا یقین دلا دینا اور کہنا کہ رقم لے کر اکیلے آئے۔ ورنہ ساری عمر تجھے ڈھونڈتا ہی رہے گا۔"

اس نے دھمکایا۔ خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے **ایبہا** نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مراد نے سلطانہ کو اشارہ کیا تو وہ موبائل نکال کے لے آئی۔ اسے آن کر کے مراد کے حوالے کیا۔ اس نے **معیز** کا نمبر ملا کر موبائل **ایبہا** کی طرف بڑھایا۔ تو اس نے کپکپاتا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ مراد صدیقی اتنی مہربانی پر اتر آیا تھا کہ خود سے اس کی **معیز** سے بات کروا رہا تھا۔

"دھیان سے۔ ایک بھی لفظ کم یا زیادہ کیا تو پہلی گولی تیرے شوہر کو ماروں گا۔" موبائل کا اسپیکر آن کرتے ہوئے۔ مراد نے دھیمے سفاک لہجے میں کہا تو وہ پوری جان سے تھرا گئی۔

* * *

ایبہا کے نمبر سے کال تھی۔ **معیز** نے جھپٹ کر موبائل اٹھایا اور فوراً "کال اٹینڈ کی۔

ایراز اٹھ کر اس کے پاس چلا آیا۔

"ہیلو۔ ایمہا۔؟" معیز نے آس و نراس میں گھرتے ہوئے بے تابی سے پوچھا۔

"جی معیز۔ ایمہا بول رہی ہوں۔" دوسری طرف سے اس کا کپکپاتا ہوا بہت محتاط سا جواب آیا۔ تو معیز کو لگا اس کے وجود میں ٹھنڈک کی ایک لہر سی دوڑ گئی ہو۔

"کیسی ہو تم ایمہا۔ کہاں ہو۔ کون لوگ ہیں یہ۔؟" وہ ہلکا سا کھنکھاری۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں معیز۔ یہ لوگ جو ڈیمانڈ کر رہے ہیں اگر آپ وہ پوری کر سکتے ہیں تو ہی کیجیے گا۔" وہ بولتے بولتے ایک دم کراہی۔ یوں جیسے اسے کسی نے ہاتھ مارا ہو۔ گونجتی آواز نے فوراً" معیز کو الرٹ کردیا۔ یقیناً" ان لوگوں نے اسپیکر آن کر رکھا تھا۔

"اوکے۔ اٹس اوکے۔ میں نے رقم کا بندوبست کرلیا ہے۔" وہ جلدی سے بولا۔

"تم صرف مجھے وقت اور جگہ بتادو۔"

مراد نے ایمہا سے موبائل لے کر اسے وقت اور جگہ بتائی۔

* * *

عون جلدی اٹھا۔ آج وہ ریسٹورنٹ کے بجائے سیدھا معیز کی طرف جانے والا تھا۔

"معیز بھائی کی امی تو اللہ کی پناہ۔ کس قدر پتھر دل ہیں۔" ثانیہ نے جھرجھری سی لی۔ اس نے سفینہ کے متعلق سن تو رکھا تھا مگر بالمشافہ پہلی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو ان کی شقی القلبی جھنجھوڑ کے رکھ گئی۔

عون گہری سانس بھر کے شرٹ پہننے لگا۔

"ویسے عون۔" وہ اٹھ کر اس کے قریب آئی اور اس کا ہاتھ ہٹا کر اس کی شرٹ کے بٹن خود بند کرتے ہوئے تاسف سے بولی۔

"ہم جب اعوذ باللہ پڑھتے ہیں تو اس کا مطلب ہے "میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔" یعنی ہر بری شے سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگی جاتی ہے تو ایسے لوگ کس کٹیگری میں آئیں گے جن سے بچنے کے لیے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔؟"

"بس خدا معاف ہی کرے۔ اللہ سے دعا مانگتے رہنا چاہیے۔ دل کی نرمی کی۔" وہ مسکرایا۔ پھر بغور اسے دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا۔

"ویسے شادی کے بعد تم کافی حسین ہو گئی ہو۔" ثانیہ نے آخری بٹن بند کر کے مسکراتے ہوئے اس کے شانوں پہ دونوں ہاتھ رکھے۔

"یعنی یہ کریڈٹ بھی تمہیں ہی گیا۔"

عون نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ پھر چھیڑتے ہوئے بولا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ "مجھ سے" شادی کرنے کے بعد تم حسین ہو گئی ہو۔"

"مگر میں تمہارے "دل" کی خوب سمجھتی ہوں۔" ثانیہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تو عون نے دونوں ہاتھ اس کی کمر پر جما دیے۔ ذرا سا جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"اچھا۔ تو اب کیا چل رہا ہے میرے دل میں۔ ذرا بتاؤ تو مس قیافہ شناس۔"

ثانیہ نے لحہ بھر اس کی آنکھوں میں دیکھا پھر فوراً" ہی اس کے ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے شرارت آمیز سنجیدگی سے بولی۔ "اونہوں۔ عون عباس۔ بری بات۔"

"ارے۔ سنو۔ ادھر تو آؤ۔" وہ اس کی طرف لپکا۔

READING Section
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"خبردار۔ سیدھے جا۔ میں معیز بھائی انتظار کر رہے ہوں گے۔" وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے مسکرائی بھی۔ عون دل مسوس کر رہ گیا۔ موبائل اٹھایا اور گہری سانس بھرتے ہوئے **معیز** کو کال کرنے لگا۔

* * *

"تم لوگ سمجھ نہیں رہے۔ میں زیرو پرسنٹ بھی رسک نہیں لینا چاہتا۔ اس نے مجھے اکیلے آنے کو کہا ہے تو میں اکیلے ہی جاؤں گا۔ میں نہیں چاہتا۔" وہ لوگ **ایبہا** کو نقصان پہنچائیں۔"

عون اور ایراز کو **معیز** نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا تھا۔

"اٹس اوکے۔ میں سمجھتا ہوں۔ مگر ہم لوگ آس پاس رہ کے آپ پہ نظر تو رکھ سکتے ہیں۔ ان لوگوں پہ اندھا اعتبار بھی تو نہیں کیا جا سکتا نا۔" ایراز جذباتی ہو کر بولا۔

"میں کہتی ہوں۔ ضرورت ہی کیا ہے اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کی **معیز**۔"

سفینہ بیگم زارا کے ہمراہ آئی تھیں۔ زارا نے بے اختیار ان کا بازو تھاما۔

یہ اشارہ تھا۔ اب بس۔ چپ۔ مگر سفینہ بیگم نے اس کے ہاتھ کے تنبیہی دباؤ کو نظر انداز کرتے ہوئے **معیز** کو تیز نظروں سے دیکھا۔

"اللہ بہتر کرے گا آنٹی۔! آپ بس دعا کریں۔ ان لوگوں کو صرف روپے سے غرض ہے۔" عون نے نپے تلے انداز میں بات کی۔

"وہی تو۔ انہیں کسی کی جان کی کیا پرواہ یہ کیوں اس بے کار سی لڑکی کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔ وہ لوگ اسے نقصان پہنچا دیں تو؟"

ان کی آواز بھیگنے لگی۔ یہ ایک ماں کی محبت تھی۔ مگر صرف اپنے بچوں کے لیے تھی' اس لیے قطعی متاثر کن نہیں تھی۔

ماں تو ہر بچے کے لیے "ماں" بن جاتی ہے۔

معیز لب بھینچے خاموش بیٹھا تھا۔ جامد اور سرد۔

"کچھ نہیں ہو گا ماما۔ آپ فکر نہ کریں۔"

ایراز کو افسوس تھا۔ اس معاملے کی تو بھنک بھی سفینہ بیگم کو نہیں پڑنا چاہیے تھی۔ خوامخواہ ہی وہ ذہن پہ سوار کر لیتیں تو ذہنی دباؤ کا شکار ہو سکتی تھیں۔

"میں فکر کیسے نہ کروں۔ میری تو ساری عمر کی کمائی ہی تم تینوں ہو۔" وہ تیز لہجے میں بولیں۔

"رقم کا کیا ہے آنٹی۔ وہ تو میں بھی انہیں پہنچا سکتا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔"

عون نے **معیز** کو خفیف سا اشارہ کرتے ہوئے بات گھمائی تو انہوں نے ناقدانہ نظروں سے عون کو دیکھا۔

"ہوں۔ یہ بہتر ہے۔ تمہارے ساتھ تو ان لوگوں کی کوئی دشمنی نہیں ہے۔ تمہیں کوئی نقصان بھی نہیں پہنچائیں گے وہ۔" وہ اپنے آپ سے آگے کسی اور کے متعلق سوچنے کی عادی نہیں تھیں۔

"آپ کی میڈیسن کا ٹائم ہو رہا ہے ماما۔" زارا انہیں بہانے سے اٹھا کے لے گئی تھی۔

"میری نافرمانی مت کرنا **معیز**! پچاس لاکھ تمہارا صدقہ سمجھ کے دے رہی ہوں۔ حالانکہ میں جانتی ہوں یہ بھی اس لڑکی کی کوئی چال ہی ہو گی۔" وہ جاتے جاتے بھی باز نہیں آئی تھیں۔

"بڑھاپے میں والدین ایسی ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ انہیں ان کا "بچکانہ پن" سمجھ کر نظر انداز کرنے میں ہی بھلائی ہوتی ہے۔ میرے ابا بھی ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔ جنہیں ماننا ممکن ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔"

عون نے ماحول کی خاموشی کو شگفتگی سے توڑا تھا۔ پھر وہ تینوں رقم پہنچانے اور ایبہا کی واپسی کے سارے عوامل کو ڈسکس کرنے لگے۔

✡ ✡ ✡

ایبہا کو جگانے کی کوشش میں ناکام ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مراد کے ہاتھ جو چیز لگی اس نے مراد کا دل عجیب سے وہم کا شکار کر دیا۔ وہ بہ عجلت باہر نکلا۔

"سلطانہ۔ سلطانہ۔"

اونچی آواز میں پکارا تو دیوار کے ساتھ لٹکے آئینے میں جھانک کر کس کے چٹیا کرتی سلطانہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا۔ نکل آئی سوا کروڑ کی لاٹری۔؟"

"لاٹری کی بچی۔" وہ دانت پیستا اس کی پشت پہ آکھڑا ہوا۔ "ایبہا اٹھ کیوں نہیں رہی۔ مدہوش ہو کے سو رہی ہے۔ ابھی لے جانا تھا اسے ساتھ۔" کڑے لہجے میں استفسار کیا تو وہ کڑبڑائی۔

"مجھے کیا پتا۔"

"پر مجھے پتا ہے۔ کمینی۔ حرام کی۔"

اس نے دانت کچکچاتے ہوئے سلطانہ کی چٹیا پکڑ لی۔ جواباً" اس نے اتنا رولا ڈالا کہ الامان الحفیظ۔

مراد نے اس کے سامنے مٹھی کھولی۔ جس میں ایک انجیکشن کی خالی شیشی اور سرنج موجود تھی۔

"الو کی پٹھی۔ انجکشن دیتی رہی ہے اسے۔" اس کا دماغ گھوما ہوا تھا۔

سلطانہ نے بمشکل اس کی گرفت سے اپنے بال چھڑائے۔ پھر بھی وہ دو چار بھاری ہاتھ اسے مار ہی چکا تھا۔

"تو اور کیا کرتی۔ تمہاری بے غیرت اولاد ساری رات بین کر کے میرے سر میں درد کر دیتی تھی۔ خود ڈیوٹی دیتے تو پتا چلتا۔"

وہ اچھل کر اس کی پہنچ سے دور ہوتے ہوئے تیز لہجے میں بولی۔

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اسے نشے کے ٹیکے لگانے شروع کر دیتی۔"

وہ اتنی زور سے چیخا کہ گلے میں خراش پڑ گئی۔ وہ کھانسنے لگا۔

"نیند کے انجیکشن لگاتی رہی ہوں، ہیروئن کے تو نہیں تھے۔" وہ ڈھٹائی سے بولی۔

"آج اسے اس کے شوہر کے حوالے کرنا تھا۔ اور وہ۔"

"تو اچھا ہے نا۔ ٹیکسی میں ڈال کے لے جا۔ شور بھی نہیں کرے گی۔ اور نہ ہی کوئی مسئلہ کھڑا ہو گا۔"

سلطانہ نے زور سے کہا۔ تو بات مراد کے دل کو لگی۔ اس کے ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ دیکھ کے سلطانہ کو طرارہ آیا۔ اس نے جھک کر ٹب میں پڑا مگا اٹھایا اور مراد کو دے مارا۔

"ادھر آ میری شہزادی۔ ایسے ہی۔ تجھے تو پتا ہے یوں ہی غصہ آجاتا ہے مجھے۔ ورنہ تو تو جان ہے میری۔" مراد کا غصہ لمحوں میں بھاگا تھا۔

سلطانہ غصے سے سر جھٹک کر آئینے کی طرف مڑ گئی۔

"مر گئی تیری شہزادی۔ جب دل چاہا' ہاتھ پکڑ لیا اور جب جی چاہا ہاتھ منہ پہ دے مارا۔" وہ بڑبڑا رہی تھی۔

"چل چھوڑ۔ دعا نہیں کرے گی۔ تیرے لیے کمائی کرنے جا رہا ہوں۔"

مراد نے پیچھے سے اسے بانہوں کے گھیرے میں لیا۔ مگر وہ مصنوعی غصے سے منہ بنا بنا کر اسے جھٹکتی رہی اور مراد

READING Section
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چاپلوسانہ سرگوشیوں میں اسے مناتا رہا۔

* * *

وہ دیے ہوئے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے ہی وہاں پہنچ گیا۔ اپنی گاڑی سائیڈ پہ کھڑی کرکے وہ فون کرنے والے کے بتائے گئے طریقے کے مطابق فٹ پاتھ پہ پان کی دکان کی داہنی سائیڈ پر جا کھڑا ہوا۔

مراد صدیقی اپنا حلیہ بدلے وہاں سے کافی دور ٹیکسی روک کر لاک کرنے کے بعد معیز کو دور سے چیک کر رہا تھا۔ کہ کہیں وہ پولیس کو تو ساتھ نہیں لایا ہوا۔ پھر قدرے سائیڈ پہ ہو کر مراد نے معیز کو کال ملائی۔

”اپنی گاڑی کا لاک کھول دو۔ میرا آدمی آکے رقم لے جائے گا۔“ وہ رعب دار انداز میں بولا۔

”ابہا کہاں ہے؟ اس سے بات کراؤ میری۔“

”وہ بالکل ٹھیک ہے۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ دیر کرو گے تو نقصان کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔“ مراد نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سختی سے کہا۔

”اوکے۔“ **معیز** بے بس ہونے لگا۔ اس نے جیب سے ریموٹ نکال کر دور ہی سے گاڑی ان لاک کر دی تھی۔

ذرا فاصلے پر ایراز اور عون بھی یوں ہی راہ گیروں کے سے انداز میں موجود تھے اور معیز کی گاڑی پہ نظر رکھے ہوئے تھے۔

”اب تم پان والی دکان پہ جاؤ۔ اور اس سے دو میٹھے پان بنواؤ۔ اور خبردار جو پلٹ کے دیکھا ہو تو۔“

اسے پچکار کے کہتے ہوئے مراد نے لائن کاٹ دی تھی۔ **معیز** بے بس سا پان والی دکان کی طرف مڑ گیا۔ ایراز اور عون نے ایک ادھیڑ عمر شخص کو تیزی سے معیز کی کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔

”میرے خیال میں یہ اغوا کاروں میں سے کوئی ہے۔“ عون نے تیزی سے کہا۔ ان دونوں کی نظریں مراد صدیقی پر جمی ہوئی تھیں۔

”اکیلا لگ رہا ہے بظاہر۔“ وہ معیز کی گاڑی میں سے بریف کیس نکال کر اندر ہی کھول کر چیک کرنے کے بعد اب تیزی سے پلٹ گیا تھا۔ **معیز** جب تک پان بنوا کر پلٹا تب تک گاڑی کے اردگرد کسی ذی نفس کا نشان تک نہ تھا۔

وہ بھاگتے ہوئے اپنی گاڑی تک آیا۔ شاید وہ ابہا کو چھوڑ گیا ہو۔ مگر گاڑی میں کوئی نہیں تھا۔ بریف کسی بھی نہیں۔

وہ پاؤں باہر زمین پہ ٹکائے اپنی سیٹ پر ڈھے سا گیا۔

* * *

وہ دونوں تیزی سے ایک طرف بڑھتے مراد صدیقی کے پیچھے تھے کافی پیچھے۔ مگر مستقل۔

”اس نے ابہا کو نہیں چھوڑا ہے۔“ عون نے کہا۔

”ابھی پتا چل جائے گا۔ یہ آدمی کہیں جاکے تو رکے گا۔“ ایراز نے اشارہ کیا۔

مراد صدیقی ایک سنسان سڑک پہ نکل آیا اور اب وہ بنا ادھر ادھر دیکھے اپنی ٹیکسی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کا ناچنے گانے کو دل چاہ رہا تھا۔ اس بے وقوف معیز احمد نے اتنی آسانی سے پچاس لاکھ حوالے کر دیے تھے۔

(اگر تم روپے لے کر ابہا کو واپس نہ کرو تو ہماری اگلی قسط بھی نکل سکتی ہے اس کے شوہر کی جیب سے) اسے سلطانہ کی بات یاد تھی۔ جسے اب تک تو مراد نے رد کر دیا مگر اب جبکہ بھاری رقم ہاتھ لگی تو اسے سلطانہ کی کمینگی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں دم نظر آنے لگا۔

وہ چابی لگا کر دروازہ کھول کر ٹیکسی میں بیٹھا اور بریف کیس کھول کے دیکھنے لگا۔

عون اور ایراز تیزی سے وہاں پہنچے۔ پچھلی سیٹ پہ ساکت آنکھیں موندے ڈھلکی گردن کے ساتھ بیٹھی **ایبہا** پہلی نظر میں ہی انہیں دکھائی دے گئی تھی۔

عون نے لمحوں میں فیصلہ کیا۔ اگلے ہی پل اس نے دروازہ کھول کر گریبان سے پکڑ کر مراد صدیقی کو باہر گھسیٹ لیا تھا۔

”گ۔ گولی ماردوں گا۔ چھوڑ دو مجھے۔“

وہ بوکھلا گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا‘ ایراز اور عون تمام تر غصہ اس پر نکالنے کے لیے اس پر پل پڑے۔ اور مراد صدیقی کوئی پیشہ ور اغوا کار تو تھا نہیں۔ لمحوں میں گھٹنوں کے بل ڈھے گیا تو ایراز نے اسے قابو کرلیا۔ عون تیزی سے **معیز** کو کال ملانے لگا۔

* * *

”آپ کی پیشنٹ اب ٹھیک ہیں۔ ہوش میں ہیں۔“ نرس نے آکر مژدہ ہی تو سنایا تھا۔ **معیز** کی رگ و پے میں بڑے طویل عرصے کے بعد سکون کی لہریں دوڑنے لگیں۔

عون اور ایراز نے بھی سکھ کی سانس لی تھی۔ عون کے اشارے پر وہ کمرے کی طرف بڑھا۔

ایبہا کی بے سدھ سی کیفیت دیکھ کر وہ اسے سیدھا اسپتال لے آیا جبکہ ایراز اور عون نے مراد صدیقی کو سیدھا تھانے پہنچایا تھا۔

معیز تو ٹیکسی میں اغوا کار کے روپ میں مراد صدیقی کو دیکھ کر ششدر ہی رہ گیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مراد صدیقی دوبارہ ایسی گراوٹ دکھا سکتا ہے۔ مگر بہرحال اس کی پہلی ترجیح **ایبہا** کو اسپتال پہنچانا تھا۔

”انہیں نیند کے انجکشنز دیے جاتے رہے ہیں اور چوٹوں کے نشان بھی ہیں چہرے اور باڈی پر۔“

لیڈی ڈاکٹر نے پہلے تفصیلی چیک اپ کے بعد **معیز** کو بتایا تو وہ دکھ کے حصار میں گھرنے لگا۔

معیز دروازہ کھول کے کمرے میں داخل ہوا۔ تو وہ آنکھوں پہ بازو رکھے لیٹی تھی۔ دوسرے بازو میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ کھٹکے کی آواز پر **ایبہا** نے بے اختیار بازو ہٹا کر آنے والے کو دیکھا۔ ہلکی بڑھی ہوئی شیو اور رف سے حلیے میں وہ **معیز احمد** ہی تھا۔ **ایبہا** کا دل پوری قوت سے سکڑ کر پھیلا۔ اک محشر تھا جو رگ جاں میں برپا ہوگیا تھا۔

کھونے کے بعد پالینا کیسا ہوتا ہے۔ وہ دونوں ہی اس کیفیت کے زیر اثر تھے۔ **معیز** نے آگے بڑھ کے اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اس لمس میں اپنائیت اور ہمدردی سمیت محبت کے سارے رنگ تھے۔ اور **ایبہا** کی تو گویا روح تک اس مسیحائی کی تاثیر اتری۔ اس نے آہستہ سے آنکھیں موندیں تو آنکھوں کے کونوں سے آنسو بہنے لگے۔

شرمندگی‘ ندامت‘ پچھتاوے۔ اور دکھ کا گہرا احساس۔ ایک تکلیف کی گہری کاٹ تھی جو وہ اپنے دل کے اندر تک محسوس کررہا تھا۔

کیا کیا حالات نہیں سہے تھے اس کم عمر اور سادہ دل سی لڑکی نے۔

اس کے باپ نے اگر اسے بیچ کر دام کھرے کرنے چاہے تو **معیز** نے کون سا اسے سکھ کے ہنڈولوں میں جھلایا تھا۔

READING Section
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"میں جانتا ہوں **ایبہا**! اگر میں کھلے دل اور ذہن سے کام لیتا تو میرے نکاح میں آنے کے بعد تمہاری تمام مشکلات ختم ہو جاتیں۔ ایم سوری تمہاری ہر تکلیف کی وجہ میں بنا۔" وہ بوجھل لہجے میں بولا مگر **ایبہا** کے پاس آنسوؤں کے علاوہ اور کوئی جواب نہ تھا۔

معیز نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں سے اس کی بند آنکھوں کے کونوں سے بہتے آنسوؤں کو پونچھا اس کا چہرہ **معیز** کے ہاتھوں کی گرفت میں تھا۔

"لیکن یقین کرو **ایبہا**! اب تمہاری ہر آزمائش ختم ہو گئی ہے۔" وہ بے حد نرمی سے بولا تو **ایبہا** نے بھیگتی پلکیں وا کیں۔ **معیز** نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر دکھ سے بولا۔

"بہت بڑی غلطی کی تم نے **ایبہا**۔ کوئی ایسے بھی گھر سے نکلتا ہے۔ زارا نے بے وقوفی میں ایک بات کر دی تو تم نے بے وقوفی کی انتہا ہی کر دی۔ ایک لمحے کو بھی میرے متعلق نہیں سوچا۔" وہ تاسف سے بولتے بولتے رکا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جذب سے بولا۔

"میں جو ہار مان گیا تھا تمہارے آگے۔"

"میں آپ کا گھر توڑنا نہیں چاہتی تھی۔" وہ پھر سے رو دی

"میرا گھر تم سے ہے بے وقوف لڑکی! میں تو دیر سے یہ بات سمجھا مگر تم تو پہلے سے ہی جانتی تھیں۔" وہ اسے ٹوکتے ہوئے بولا۔ پھر قدرے توقف کے بعد تاسف سے کہنے لگا۔

"میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تمہارے اغوا میں تمہارے فادر کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایراز اور عون نے ہمت کر لی ورنہ میں تو تمہارے معاملے میں ایک فیصد بھی رسک لینے کو تیار نہ تھا۔"

ایبہا کے آنسو ٹھٹھر گئے۔ شرمندگی کی تند و تیز لہر اسے سرتاپا بھگو گئی۔

وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ مراد صدیقی نے فون پر ہی **معیز** سے سارا معاملہ طے کیا ہے اور سامنے آئے بغیر ہی رقم وصول کر کے اسے **معیز** کے حوالے کر دیا ہے۔ مگر یہاں تو اور ہی کہانی نکلی تھی۔

معیز نے اس کے چہرے کے بدلتے رنگ سے اس کی سوچ کو فی الفور پڑھ لیا۔

"وہ اب پولیس کسٹڈی میں ہے اس کی نشان دہی پر اس کی ساتھی عورت بھی گرفتار ہو گئی ہے۔" **معیز** اس کے چہرے پہ چھائے تکلیف دہ تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"اگر تم کہو گی تو انہیں معاف کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر مجھ سے پوچھو تو میں کہوں گا کہ ان دونوں کو ان کے کیے کی ہر ممکن سزا ملنی چاہیے' تاکہ آئندہ وہ کبھی ایسے جرم کا سوچ بھی نہ سکیں۔"

معیز نے نرمی سے اپنی شہادت کی انگلی سے اس کی پیشانی کے مندمل ہوتے زخم کو چھوا۔ اور پھر بے ساختہ جھک کر اس کی پیشانی پہ لب رکھ دیے۔

ایبہا کی سانس تو گیا دھڑکن بھی تھم سی گئی۔

"میں جب جب تمہارے زخموں کو دیکھتا ہوں تب تب خود کو ملامت کرتا ہوں کہ تمہاری ان سب تکلیفوں کی وجہ میں خود ہوں۔"

وہ دکھ سے کہہ رہا تھا۔ **ایبہا** نے بدقت تمام ہلکا سا نفی میں سر ہلایا۔ **معیز** کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آ گئی۔

"مگر اب بس۔ میں اپنی تمام تر ناانصافیوں کا مداوا بڑے انصاف سے کرنے کی کوشش کروں گا۔ بس تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔" **ایبہا** کی ہر پریشانی' ہر دکھ جیسے اڑن چھو ہونے لگا۔

"تمہیں بھوک لگی ہوگی۔ میں ڈاکٹر سے پوچھتا ہوں تمہارے کھانے کے متعلق۔ ثانیہ بھی بس پہنچتی ہی

ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

ہوگی۔"

وہ نرمی سے اس کا رخسار سہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ایبہا کے ہونٹوں پر پہلی بار بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔

* * *

"دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا معیز! میں زارا کی رخصتی کی تاریخ دینے لگی ہوں کل اور تم اس گندگی کو پھر سے اٹھا کے اس گھر میں لا رہے ہو۔" سفینہ نے تلملا کر غصے سے کہا تو معیز کو بھی غصہ آگیا۔

"ماما پلیز۔ میری بیوی ہے وہ۔ اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال مت کریں۔"

"آہاہ۔ تو اب وہ تمہاری بیوی ہوگئی ہے۔" اس کے تیز لہجے نے سفینہ کو بھی تلخ بنا دیا۔ "کل تک تو تم اسے طلاق دے کر اس کے لیے بر ڈھونڈنے کی مہم پر نکلنے والے تھے۔"

"وہ گزرا کل ہے ماما اور اس پر مجھے شرمندگی بھی ہے۔ لیکن میرے لیے حال زیادہ اہم ہے ماما! جس میں ہم جی رہے ہیں۔ اور مجھے کیسی زندگی جینا ہے یہ فیصلہ میں کر چکا ہوں۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"بکواس مت کرو معیز۔ زارا کا گھر برباد کرو گے کیا؟ رباب کو کیا کیا خواب نہیں دکھائے تم نے۔" انہوں نے اب اسے جذباتی طور پر بلیک میل کرنے کے لیے زارا کا حوالہ دیا۔ مگر وہ مطمئن تھا۔

"اس کی آپ فکر مت کریں۔ رباب کو ساری حقیقت بتا دی ہے میں نے۔ اب وہ اپنی زندگی کے لیے بہتر فیصلہ کرے گی۔ اسے ایک شادی شدہ آدمی سے کوئی دلچسپی نہیں۔" وہ اندر ہی اندر تلملائیں۔

"میں اس لڑکی کو قبول نہیں کروں گی معیز۔"

"میں تو کر چکا ماما۔ اور میری خوشی کے لیے آپ کو بھی قبول کرنا پڑے گا۔ ورنہ مجھے بہت افسوس ہوگا۔" معیز نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا تو سفینہ اسے دیکھتے ہوئے اس کا لہجہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگیں۔ بہت اٹل اور قطعی انداز تھا اس کا۔

"اب آپ رد کریں گی تو ہم دونوں کو ماما۔ اس گھر سے نکالیں گی تو اس اکیلی کو نہیں۔"

"معیز۔!" وہ سناٹے میں رہ گئیں۔ بدقت تمام دکھ سے بولیں۔ "اب تم اس دو کوڑی کی لڑکی کی خاطر گھر چھوڑو گے؟"

"یہ آپ پہ ڈیپینڈ کرتا ہے ماما! آپ نکالیں گی تو ہم چلے جائیں گے۔ کھلے دل سے ویلکم کریں گی تو تاعمر آپ کی خدمت کریں گے۔" اس نے پھیکے انداز میں مسکراتے ہوئے ساری بات ان ہی پر چھوڑ دی تھی۔

"جاؤ بیٹا! ٹھیک ہے جو مرضی میں آئے کرتے پھرو۔ باپ رہا نہیں سر پہ۔ ماں کی خاک سنو گے تم اب۔" وہ آنکھوں میں آنسو بھر لائیں۔ کلیجہ تو جل کے خاک ہوگیا تھا۔

اس روڑی کے پتھر سے اتنی محبت۔ ہمیشہ ماں کی محبت کے ہاتھوں بلیک میل ہوجانے والا معیز احمد اتنا بے مروت کیسے ہوگیا ایبہا مراد بلکہ نامراد کے لیے۔ ان کی سمجھ سے بالاتر تھی یہ بات۔

معیز نے ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔ اور انہیں یقین دلاتے ہوئے بولا۔

"آپ کی مرضی ہی تو چاہ رہا ہوں۔ کیا کمی ہے ایبہا میں ماما۔ پڑھی لکھی ہے ہماری اپنی فیملی میں سے ہے۔ اور پھر میرے نکاح میں ہے۔ کہیں لومیرج تو نہیں کرنے جا رہا ہوں۔"

سفینہ لڑکھڑا کر صوفے پر ڈھیر ہو گئیں اور سر ہاتھوں میں تھام لیا۔

وہ بڑے اطمینان کے ساتھ ان کی اجازت کے بغیر ایبہا کو پھر سے انیکسی میں لے آیا تھا۔ اور اب یقیناً" وہ بہت جلد معیز کے کمرے میں بھی آجانے والی تھی۔ مجھے اس سے پہلے ہی کچھ کرنا ہوگا۔ ان کا دماغ تیزی سے چلنے

READING Section
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

لگا۔

"اس سلسلے میں رباب سے مدد لی جاسکتی ہے۔ آخر کو اسی نے اس گھر کی بہو بننا ہے۔" دل ہی دل میں طے کرتے ہوئے انہیں قدرے اطمینان ہوا۔ ابھی کچھ پتے ان کے ہاتھ میں تھے۔

اور شاید۔ ان ہی میں ترپ کا پتا بھی شامل ہوتا کون جانے۔

☼ ☼ ☼

رباب کو پتا چلا کہ گھر والے زارا اور سفیر کی شادی کی تاریخ لینے جارہے ہیں تو وہ تلملا اٹھی۔

"بھائی! آپ کو عجیب نہیں لگا۔ آپ کے سسرالیوں نے تو جھوٹ کے انبار لگادیے شادی سے پہلے ہی۔" سب کے بیچ رباب نے تلخی سے کہا تو سفیر نے تحیر سے رباب کو دیکھا۔

امی کو غصہ آیا۔ "یہ کون سا طریقہ ہے بھائی سے بات کرنے کا رباب۔ تمیز نہیں ہے تمہیں۔"

"تو کیا غلط کہہ رہی ہوں میں۔ ان کے تو سالے کا کریکٹر ہی مشکوک ہے۔ پہلے تو کچھ بتایا نہیں۔ اب ایک لڑکی ایک دم سے اس کی منکوحہ نکل آئی۔" وہ ڈھٹائی سے تمسخر بھرے انداز میں بولی۔

"وہ اس کا ذاتی معاملہ ہے رباب۔" سفیر نے نرمی سے رباب کو ٹوکا۔ وہ امی اور ابو کو مختصراً "**معیز** اور **ایبہا** کے نکاح کا قصہ بتا چکا تھا۔

"اور پھر بیاہ کے زارا نے گھر میں آنا ہے اس کی فیملی نے نہیں۔ زارا بہت اچھی اور سمجھ دار لڑکی ہے۔" امی نے تنبیہی نظروں سے رباب کو دیکھتے ہوئے کھلے دل سے زارا کی سچی تعریف کی تھی۔

"ہاں بھئی۔ ان کی مجبوری تو وہی جانتے ہیں۔ ہمیں اتنی گہرائی میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں تو صرف اپنی بہو رانی سے غرض ہے۔"

ابو نے مسکراتے ہوئے کہا تو سفیر ہلکا پھلکا ہوگیا۔ جبکہ رباب اپنی جگہ تلملا کر رہ گئی۔

اس کے دماغ نے شیطانی منصوبہ بنانے کی ٹھان لی تھی۔

☼ ☼ ☼

عون گیٹ سے اندر آتے ہی **معیز** سے الجھ پڑا۔

"کیا یار۔ اتنی مشکل سے میری بیوی ہاتھ لگی تھی۔ اس پر بھی تم لوگوں نے قبضہ جمالیا ہے۔"

ثانیہ تین دن سے **ایبہا** کے ساتھ انیکسی میں رہ رہی تھی۔ **معیز** ہنسنے لگا۔

"یہی تو امتحان ہے دوستی کا۔ فرسٹ آنا چاہیے تجھے اس میں۔" اسے چھیڑا۔

"شٹ اپ یار۔ زندگی بے رنگ کردی ہے میری تم میاں بیوی نے۔ رات کو نیند نہیں آتی، صبح کو آنکھ نہیں کھلتی۔ ابا تو عاق کرنے پہ تلے ہوئے ہیں مجھے۔" اس نے جی بھر کے مسکینی طاری کی تھی خود پر۔ **معیز** ہنستے ہوئے اسے لان میں لے آیا۔

"دے دیں گے تمہاری بیوی واپس۔ اتنے تھڑدلے مت بنو۔"

"جناب کو ابھی بیوی ملی نہیں ہے نا۔ اس لیے پتا نہیں ہے کہ بیوی کے مل کے چھن جانے کا دکھ کیسا ہوتا ہے۔" عون نے آہ بھری۔ "خبیث۔" **معیز** کو ہنسی آگئی۔

"پھر بھی یار۔" وہ رازدارانہ انداز میں آگے کو جھکا تو **معیز** بھی بے ساختہ آگے ہوا۔ "کب تک تم دونوں کے بیچ۔ "ہم اس پار تم اس پار" والی چویشن رہے گی۔؟"

معیز ٹھنڈی آہ بھر کے سیدھا ہوا۔

”پھر ابھی باقی ہے میرے یار۔ ماما نہیں مان رہیں۔“

”اوہو۔ نکاح ہو چکا ہے اب تو قاضی والا بیان بھی نہیں رہا' اٹھا کے لے آؤ یار۔“

”کس کو۔ قاضی کو؟“ معیز نے تحیّر سے پوچھا۔

”گدھے۔ میری بھابھی کو۔“ عون نے دانت پیسے۔ معیز اور حیران۔

”تمہاری بھابھی کو کیوں۔؟“ جواباً ”عون کا مکا اس کا کندھا سینک گیا۔

”تیری بیوی کی بات کر رہا ہوں۔“ معیز نے رکا ہوا قہقہہ فضا کے حوالے کیا۔ عون کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”اچھے لگ رہے ہو۔ مطمئن۔ اور پُرسکون۔ بہت لمبے عرصے کے بعد پہلے والے معیز احمد کی طرح۔“ وہ مسکراتا رہا۔

”میری مانو تو اب رخصتی کروالو۔ اگر آنٹی کا مسئلہ ہے تو خود رخصت ہو کے انیکسی میں آجاؤ۔“

عون اسے اوٹ پٹانگ مشورے دیتا رہا اور وہ ہنستا رہا۔ مگر دل کو یہ باتیں اچھی لگ رہی تھیں اور ایک الگ ہی لے میں دھڑکا رہی تھیں۔ اس کے دل و جان سے قریب تر ایک رشتہ موجود تھا۔ جو اس کی دسترس سے زیادہ دور نہیں تھا۔ بس ایک جھجک مانع تھی دونوں کے مابین۔

وہ جب سے واپس آئی' ثانیہ اس کے ساتھ تھی۔ تو معیز پلٹ کر انیکسی میں نہیں گیا تھا۔

”میں تو آج اپنی بیوی کو ہر حال میں لے کے جاؤں گا۔ میرا' میرے کمرے کا اور میرے گھر کا حال خراب ہو رہا ہے۔“ عون نے اسے دھمکایا۔

پھر کچھ سوچ کر شرارت سے بولا۔

”موقع اچھا ہے معیز! بھابھی بے چاری اکیلی ہو جائیں گی خاصی۔“

”تو فکر نہ کر۔ اسے اکیلے رہنے کا خاصا تجربہ ہے۔“ معیز نے اسے چڑایا تو وہ گہری سانس بھر کے رہ گیا۔

* * *

سفینہ بیگم کے غم و غصے کو زارا نے قدرے ٹھنڈا کر دیا تھا۔

”ماما پلیز۔ میری شادی میں تو اس مسئلے کو مت اٹھائیں۔ میں اس گھر سے مطمئن ہو کر جانا چاہتی ہوں۔ پریشان ل کے ساتھ نہیں۔“

وہ رونے لگی تو انہوں نے بے بسی سے کہا۔

”تو کیا کروں۔ اس خبیث لڑکی کو اپنی بہو تسلیم کرلوں؟“

”خدا کے لیے ماما۔“ زارا نے ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔

”ہم بھائی کی خوشی میں خوش ہیں۔ آپ بھی راضی ہو جائیں۔“ تو وقتی طور پر سفینہ بیگم کو خاموش ہونا پڑا۔ مگر رباب کے فون نے ان کی نفرت انگیز سوچوں کو اور مہمیز کیا۔

”دیکھا آنٹی! آپ نے۔ کیسے کھیلا ہے معیز نے میری زندگی اور میرے جذبات کے ساتھ۔“

وہ بوکھلا گئیں۔ کل وہ لوگ تاریخ لینے آرہے تھے اور آج رباب کا فون۔

”میری چندا۔! وہ مجبور ہو گیا ہے۔ زبردستی کا بندھن منڈھ دیا تھا تمہارے انکل نے اس کے سر۔ تمہاری شکل میں اسے اپنا آئیڈیل مل گیا تھا۔ مگر کیا کرے۔ بے چاری یتیم لڑکی ہے۔ اس لیے ہی چھوڑ بھی نہیں پا رہا اسے۔“

انہوں نے نمناک لہجے میں ادھر ادھر کی ساری ہی لگا دیں۔ رباب نے دانت پیسے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :۔

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

"مگر میں اپنی انسلٹ بھی نہیں بھولوں گی آنٹی! معیز نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا اور اگر کسی کی بیٹیوں کے ساتھ برا کیا جائے تو اپنی بیٹیوں کے ساتھ بھی اچھا نہیں ہوتا۔ یہ بات یاد رکھیے گا۔"

سفینہ بیگم دھک سے رہ گئیں۔ رباب کی دھمکی کا ماخذ وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھیں۔ اس کا اشارہ صاف طور پر زارا کی طرف تھا۔ جو اپنی نئی زندگی گزارنے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔

"تم فکر مت کرو رباب! میں نے تو ہمیشہ معیز کے لیے دلہن کے روپ میں تم ہی کو سوچا تھا اور ان شاء اللہ تم ہی اس گھر میں آؤ گی، بہو بن کر۔"

وہ ایک مصمم عہد کے ساتھ جوشیلے انداز میں بولیں تو ان کے کمرے کے دروازے تک آیا ایراز ٹھٹک گیا۔ اس کی پیشانی پر ناگواری کی شکنیں پھیل گئیں۔

* * *

بے حد خوش گوار ماحول میں چائے پی گئی اور ریفریشمنٹ سے خوب انصاف کیا گیا تھا۔

سفینہ بیگم کی دلائی گئی امید (اور شاید اپنے کسی منصوبے) کے تحت رباب، بہت اچھے موڈ میں تھی۔ معیز سے بھی یوں ملی جیسے، بہت اچھی دوستی ہو۔ مگر معیز کا انداز بہت محتاط سا تھا۔ سفینہ بیگم نے بڑے اچھے ماحول اور موڈ میں زارا کی شادی کی اس مہینے کے آخر کی تاریخ دی تو ایک دوسرے کا منہ میٹھا کرایا گیا۔

"اور اس موقع پر میں آپ لوگوں کی اجازت سے اپنے دل کی ایک اور خواہش بھی پوری کرنا چاہتی ہوں۔" سفینہ بیگم نے اچانک کہا۔ تو فطری طور پر سب ہی ان کی طرف متوجہ ہوگئے۔

رباب کا ہاتھ تھام کر انہوں نے اپنے بالکل ساتھ لگا کر اسے بٹھایا تو معیز کا رنگ اڑ گیا۔

"جی۔ ضرور۔ آج تو دن ہی خوشی کا ہے۔" سفیر کی امی نے خوش دلی سے سمدھن کا حوصلہ بڑھایا۔

معیز کا دل گھبرانے لگا۔ وہ ایک ٹک ماں کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ یہ چہرہ اس کا سینکڑوں نہیں ہزاروں بار کا پڑھا ہوا تھا۔ اسے اچھی طرح سمجھ میں آگیا تھا کہ سفینہ اسے کہاں مات دینے کی کوشش کر رہی ہیں۔ وہ یقیناً" رباب اور معیز کے رشتے کی بات کرنے لگی تھیں

اور ماں کے رشتہ مانگ لینے کے بعد بیٹا اٹھ کے انکار کرتا تو بہن کی ہونے والی سسرال میں کیا طوفان نہ اٹھتا۔ وہ ساکت سا بیٹھا تھا۔

سب کی نظریں سفینہ بیگم کے کھلتے ہوئے چہرے پر تھیں۔ جنہوں نے بڑی لگاوٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے تفاخر سے مسکراتی رباب کو ساتھ لگا رکھا تھا۔ تب انہوں نے اچٹتی مگر بے حد جتاتی ہوئی نگاہ معیز پر ڈالی تو ان کی نگاہوں میں کھلا چیلنج اور اپنی مرضی چلانے کا عزم دیکھ کر معیز کا دل بیٹھنے لگا۔

اسی وقت ایراز پیچھے سے جھکا اور ماں کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے شوخی سے سب کو مخاطب کیا۔

"ماما! یہ خوشی کی خبر اور آپ کی خواہش میں شیئر کروں گا۔" سفینہ اس افتاد پہ گڑبڑا سی گئیں۔ بھلا اس بے وقوف کو کیا پتا۔ وہ کھنکھارا۔

"دراصل آنٹی! ماما کی دلی خواہش ہے کہ زارا کی شادی کے ساتھ معیز بھائی کی شادی بھی نمٹادی جائے اور اس گھر میں بہو آجائے۔ اس لیے یہ چاہتی ہیں کہ ابیہا بھابھی بھی رخصت ہوکر اس گھر میں آجائیں اگر آپ کو دونوں فنکشنز کے اکٹھا ہونے پر اعتراض نہ ہو تو۔"

ایراز کی بات سن کر سفینہ بے ہوش ہونے کو ہوگئیں۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

READING Section
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY